بطرز ترتیب : ادارہ الحق

اسلام اور ہجرت کی حقیقت

(خطبۂ جمعۃ المبارک ۱۲ محرم ۱۳۹۱ھ)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمہاجر من ھجر مانھی اللہ عنہ۔

محترم بزرگو اور بھائیو! مسلمان قوم جس کی تعداد ستر اسی کروڑ ہے اور مختلف ممالک میں موجود ہے۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ مسلمان یا مسلم ایک قومی یا نسلی اور وطنی یا جغرافیائی نام ہے۔ جیسے سید یا پٹھان، مہمند، یوسف زئی یا خٹک قبائل کا نام ہے۔ باقی حالت کچھ بھی ہو اگر پٹھان گھرانے میں پیدا ہوا تو پٹھان یا خٹک رہے گا، خواہ اس کے عادات و اطوار کیسے ہی کیوں نہ ہوں ـــ تو جیسا کہ بعض نام خاندانی اور قبائلی لحاظ سے ہوتے ہیں۔ بعض وطنی اور نسبی لحاظ سے اس طرح مسلمان بھی بس ایک نام ہے کہ گھر اور محلہ مسلمانوں کا ہے باپ دادا مسلمان تھے۔ حالانکہ مسلمان ہونا اس چیز کا نام نہیں، نہ یہ خاندانی نام ہے۔ نہ صنعت و حرفت کی بنا پر ہے، بلکہ مسلمان وہ ہے جو اپنا سب کچھ اللہ کے سپرد کر دے اور اس کی ہر مرضی کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ اللہ تعالیٰ کے ہدایات اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق اس کی زندگی ہو، وہی مسلمان ہے۔ خواہ اس کا تعلق کسی بھی نسل یا قوم سے ہو۔ ایک حدیث مبارک میں ہے کہ کسی جہاد میں ایک صحابی جن کا نام غالباً کرکرہؓ تھا، اپنے اونٹ سے کجاوہ اتارنا چاہتے تھے یا سامان لاد رہے تھے کہ کافروں کا تیر آکر ان کو لگا اور وہ شہید ہو گئے۔ صحابہؓ اللہ کی راہ میں شہادت کے بہت متمنی رہتے تھے اور ایک آجکل کے مسلمان ہیں کہ ذرا سی قربانی بھی بمشکل دے سکیں۔

حضور اقدسؐ فرماتے ہیں کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ دنیا کی دیگر امتیں تمہارے تقسیم کرنے اور بانٹنے کے لئے ایک دوسرے کو پکارتے ہوں گے۔ امریکہ اپنے دوستوں کو برطانیہ

اور چین، روس اپنے اتحادیوں کو بلا رہا ہے کہ آؤ مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں ان کی حکومتوں کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بدل کر اور انہیں کمزور کر کے اپنے تسلّط میں لے لیں ــــ حضورؐ نے اسکی پیشنگوئی فرمائی کہ :

یوشك ان تداعی علیکم	وہ وقت آنے والا ہے کہ دیگر اقوام تمہارے
الامم کما تداعی الاکلۃ الی	اوپر ایک دوسرں کو اسی طرح بلائیں گی جس
قصعتھا۔	طرح دسترخوان پر بیٹھ کر کھانے والے ایک

دوسرے کو پکارتے ہیں کہ آکر تم بھی شریک ہو جاؤ۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا امن قلۃ یومئذ ۔ یارسول اللہ کیا ہم اس دن بہت تھوڑے ہوں گے ــــ؟ ہم تو جب ۳۱۳ افراد تھے اور ابوجہل نے ساری طاقت مقابلے میں پیش کر دی تھی اور خندق کے جہاد میں تقریباً ۲۰ ہزار تھے اور سارا کفر سمٹ کر مدینہ منوّرہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ اس وقت یہ ہمیں ٹکڑے ٹکڑے نہ کر سکے ۔ تو کیا اس وقت ہماری تعداد ۳۱۳ سے بھی کم ہو گی؟ حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں اس وقت تم بہت زیادہ ہو گے ــــ اور دیکھیئے آج بھی ہماری مردم شماری سب سے زیادہ ہے۔ مگر بدقسمتی سے ہماری ہر بات، یورپ کے ہاتھ میں ہے ہماری مردم شماری بھی یورپ کے اعداد و شمار پر مبنی ہوتی ہے ۔ اپنا کوئی انتظام نہیں ورنہ صحیح بات یہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد ساری امتوں سے زیادہ ہے ، دوسرے نمبر پر عیسائی ہیں ــــ

ــــ تو حضورؐ نے فرمایا کہ تمہاری تعداد اس وقت بہت زیادہ ہو گی۔ مگر جیسے خس و خاشاک ہوتا ہے۔ بظاہر بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے مگر معمولی سیلاب کے آگے بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ کوڑے کرکٹ کی طرح پانی اسے بہا لے جاتا ہے۔ ولکنکم غثاء کغثاء السیل۔ سیلاب گھاس پھونس سب کو بہا لے جاتا ہے۔ تو تمہاری حالت تعداد کے زیادہ ہونے کے باوجود ایسی ہی ہو گی۔

صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس کی وجہ کیا ہو گی ــــ؟ فرمایا : حب الدنیا وکراھیۃ الموت۔ دنیا کی محبت اور موت سے نفرت ــــ تمہارے دلوں میں دنیا کی محبت بس جائے گی۔

اس وقت مشرقی و مغربی پاکستان کے جھگڑے کا جو بحران ہے اور سارے عالمِ اسلام کی یہی حالت ہے اس کی وجہ یہی حبِّ دنیا ہے کہ حبِ جاہ اور حبِ مال کی وجہ سے اور اقتدار اور دولت کی ہوس میں ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔ ہر شخص انفرادی اور اجتماعی طور پر سب کچھ غصب کرنا چاہتا ہے اور حبِّ دنیا میں سب کے حقوق پائمال کر رہا ہے ــــ دعا فرمائیے کہ

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچائے۔

حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء میں اتنا خطرہ نہ تھا بلکہ ایک آس لگی ہوئی تھی کہ ایک اسلامی ملک ہاتھ میں آجائے گا۔ ہم نے یہ پاکستان اس لئے حاصل کیا تھا کہ اس میں لا الٰہ الا اللہ - کی عملی تعبیر ہوگی خدا کی حکومت کا عملی نمونہ پیش ہوگا۔ یہ ایک ایسی اسلامی ریاست ہوگی جو سارے عالم اسلام کی حفاظت کے لئے ایک قلعہ ہوگی۔ اور ہم انشاء اللہ پاکستان سے ساری دنیا میں اسلام کی روشنی پھیلائیں گے۔ پاکستان کی آبادی تھوڑی آبادی نہیں۔ ۱۱ کروڑ کی تعداد بہت بڑی تعداد ہے۔ مگر بدقسمتی سے اسلام کو ایک نعرہ بنایا گیا اور اصل اسلام کو طاق میں رکھ دیا گیا۔ افسوس! کہ اس عرصہ میں ہم نے اسلام کا کردار دکھایا، نہ اخلاق و عادات اور خوبو پیدا کی۔

اسلام یہ تو نہیں کرتا کہ ہم اسے چاہیں یا نہ چاہیں یہ از خود ہم پر مسلط اور چپکا رہے گا۔ اگر کوئی قوم اسلام چاہتی ہے تو اس کے لئے اپنے اخلاق و اعمال اور عادات و کردار کو بھی درست کرے گی۔

انگریز نے فرنگیوں کے دور میں اگر ہمیں اسلام سے روکا تھا تو اس ۲۳ سال کے عرصہ میں کس نے منع کیا۔ اس فکری غلامی میں ہم کیوں اب تک مبتلا ہیں ـــــ الحمدللہ کہ بظاہر ہم آزاد ہیں، جسم آزاد ہیں مگر ذہن وہی ہے کہ جو مغرب چاہے ہم اسکی تقلید کریں، وہ جو کچھ کہے یا کرے ہم کہیں بس یہی صحیح ہے وہ اپنی زندگی کا سبق عیش و عشرت، مادہ پرستی، فحاشی اور بے حیائی بنا چکے ہیں اور یہ کہ اپنی برتری اور دوسروں کی کمتری ثابت کی جائے، اپنے کو زور آور اور دوسرے کو زیر قدم دکھایا جائے ہم نے بھی یورپ کی انہی باتوں کو اپنا شیوہ بنالیا اور انہی نعروں کو اپنالیا۔ اور ایک بڑی بدقسمتی یہ ہوگئی کہ صوبہ سرحد تو الحمدللہ ایک حد تک محفوظ رہا، مگر باقی خطوں نے مادیت، قومیت، عصبیت اور صوبائیت کے نام پر ووٹ حاصل کیا، اور نتیجۃً آج ہم اس مقام تک پہنچ گئے کہ اسلامی آئین تو ایک طرف رہا جو محض اللہ کے فضل و کرم ہی سے ہو سکے گا۔ اور اللہ اسے رائج کردے، نفس آئین بھی بننا مشکل ہوگیا اور ملک کی سالمیت بھی پس پشت ڈالدی گئی۔ ۲۳ سال میں ہم نے یہ کچھ ترقی کی۔ ۱۹۴۷ء میں نعرہ لگایا کہ ہمارا نظام اسلامی ہوگا ہم ہندو عیسائی اور یہودیوں کا تمدن نہیں چاہتے۔ نہ ان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ وہ سب کچھ اپنی جگہ رہ گیا۔

اب پاکستان بھی سالم رہتا ہے یا نہیں یہ بھی ایک مسئلہ بنا ہوا ہے ہر خطہ علیحدگی چاہتا ہے مگر یہ ملک کس مقصد کے لئے حاصل کیا گیا تھا اس کا نام بھی نہیں لیا جاتا۔ دشمن کے گھر میں خوشیاں ہو رہی ہیں۔ آج ہمارے حالات کو دیکھ کر ہندو کی خوشی کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔ امریکہ اور برطانیہ میں کتنی خوشی منائی جائے

گی۔ ہم سب ایک دوسرے سے روٹھے ہوئے ہیں، اسلام کو دلوں میں جگہ نہ دی تو اللہ نے دلوں میں نفرت کا بیج ڈالدیا۔۔۔ گویا اسی بات کا ظہور ہو رہا ہے۔ جیسے حضورؐ نے فرمایا کہ دیگر اقوام ہمیں آپس میں بانٹنے کے منصوبے بنا رہے ہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کا ایک سجا سجایا دسترخوان آزادی کی شکل میں دیا اور ہم نے اس کی ناشکری کی۔۔۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لئن شکرتم لازیدنکم۔ اگر میری نعمتوں کی قدردانی کی تو ضرور اس میں ترقی دوں گا۔ اگر ۲۳ سال میں ہم نے اللہ کے دین کو تھام لیا ہوتا تو آج اسلام کا جھنڈا ہر جگہ مضبوطی سے لگا ہوتا۔ مگر ہم نے ناشکری کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کا وبال ہم پر مسلط کر دیا۔ ولئن کفرتم فان عذابی لشدید۔ اگر تم نے کفرانِ نعمت کیا تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔

آج مسلمان مسلمان کو کاٹ رہا ہے۔ نہ ہندو سے لڑائی ہے، نہ انگریز سے، نہ امریکہ سے، بلکہ مسلمان مسلمان کے ہاتھوں لٹ رہا ہے۔ ایسی قوم کیسے ترقی کرے گی۔؟ یہ ہے حب الدنیا کا کرشمہ اور دوسری بات حضورؐ نے یہ فرمائی کہ اللہ کی راہ میں موت سے ڈریں گے۔ ویسے تو ہم ہر آواز پر مرنے مارنے کیلئے تیار ہیں، لیکن اگر آواز ہو جائے کہ اسلام کی بلندی کے لئے نکلو تو دیکھئے کہ کتنے تیار ہوتے ہیں۔۔۔ ایک بھی نہ نکلے گا۔۔۔ بلکہ سوچے گا کہ اس کام میں کتنی تنخواہ ملے گی۔ کتنی غنیمت حاصل ہوگی۔ صحابہ کرامؓ کو اللہ کی راہ کی موت کافروں کے شراب کے پیالہ سے زیادہ محبوب تھی اور مرتے دفعت کہتے فزت ورب الکعبہ۔ اللہ کی قسم اب کامیاب ہوگیا۔

۔۔۔ تو اگر ہم صرف نام کے مسلمان نہیں بلکہ سیرت و کردار، شکل و صورت اخلاق و معاشرت ہر طریقے سے مسلمان ہوتے، ہماری عبادت مسلمانوں جیسی ہوتی تو آج ہماری یہ حالت نہ ہوتی۔ اللہ کی رحمت سے اب بھی کوئی بعید نہیں اگر ہم سنبھل جائیں تو رحمت کا دروازہ بند نہیں، اور یہ موجودہ حالت ایسی ہے جیسے شاگرد کچھ نہ پڑھے تو استاد امتحان سے چند دن قبل اسے مارتا پیٹتا ہے کہ ان چند دنوں میں تیاری کر لو تب بھی کامیاب ہو جاؤ گے۔ تو جب تک پورا عذاب ہم پر مسلط نہیں ہوتا۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے۔۔۔ اسی طرح تنبیہات ہوتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ذرا بھی سنبھل جاؤ تو میں تمہیں اپنی رحمت میں لے لوں گا۔

بہرحال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم اسلام کو صرف ایک نام سمجھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہ صرف ایک نام نہیں بلکہ اعتقادات ہیں۔ اخلاق و اعمال اور عبادات ہیں۔ میں نے صحابی کا واقعہ عرض کیا کہ جب وہ کفار کے ہاتھوں شہید ہوا۔ تو صحابہؓ خوشی سے حضورؐ کو بشارت دینے گئے کہ الحمدللہ کہ ایک

ساتھی تو شہید ہو کر جنت پہنچ گیا۔ حضورؐ نے فرمایا: ایسا نہیں بلکہ میں اُسے دیکھ رہا ہوں کہ ایک چادر میں لپیٹے ہوئے آگ میں جل رہا ہے ۔۔۔ اللہُ رَبّی ۔۔۔ فرمایا اس کے سامان کی تلاشی لی جائے۔ سامان بیچارے کا کیا ہوگا، ایک چھوٹی سی گٹھڑی ہوگی۔ اُسے ٹٹولا تو دیکھا کہ مالِ غنیمت کی تقسیم سے قبل ایک چھوٹی سی چادر لیئے ہوئے تھا۔ یعنی اس نے تقسیم سے قبل اسے اٹھالیا تھا۔ پھر حضورؐ نے فرمایا: لایدخل الجنۃ الا المسلمون۔ دخولِ اوّل جنت کو اُس شخص کی ہوگی جو مسلم کامل ہوگا۔

۔۔۔ تو ہمیں نہ عبادات کا علم ہے نہ معاملات کا۔ عبادات میں ہماری جو حالت ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ نماز جو بنیادی عبادت ہے اسے پس پشت ڈالدیا۔ الصلوٰۃ عماد الدین نماز دین کا ستون ہے۔ نماز پہلا فریضہ ہے قیامت کے دن پہلا سوال اسی کا ہوگا۔ تو جب نماز سے یہ سلوک ہے تو باقی عبادات کا کیا حال ہوگا۔ کامل ناشکری کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ شیطان کو اللہ نے جس وقت مردود بنا کر اپنے دربار سے نکالا تو اُس نے کہا:

لآتینّھم من بین ایدیھم	اے پروردگار اس حضرت آدم کی وجہ سے
ومن خلفھم ومن ایمانھم	تو نے مجھے نکالدیا تو میں سیدھی راہ بیٹھ
وعن شمائلھم ولاتجد اکثرھم	کر چاروں طرف سے انسان پر حملہ کروں گا
شاکرین۔	نیکیوں سے روکوں گا اور سوار و پیادہ فوجوں

کو ان پر دوڑوں گا۔ اور اے اللہ آپ انھیں سے اکثر کو شکر گذار نہ پائیں گے۔

الغرض رسول اللہ فرماتے ہیں: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ پہچانتے ہو مسلمان کون ہے ۔۔۔؟ مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھوں کے ضرر سے اور مسلمان محفوظ رہیں۔ اسلام اور مُسلم۔ سِلم سے ماخوذ ہے۔ سِلم سلامتی، سلامت روی اور صلح وآشتی کو کہتے ہیں۔ ۔۔۔ کم از کم اس نام کی تو کچھ لاج رکھنا ہوگی ۔۔۔ ایک شخص مولوی کہلاتا ہے تو بہت سے کام کرنے کو اس کا جی اگر چاہے بھی تو مولویت کا نام اُسے برائیوں سے روکتا ہے ۔۔۔ تو یہ اسلام اور مسلم کا نام جو حضرت ابراہیمؑ نے تجویز کیا، اس کی لاج ہمیں رکھنی چاہیئے۔ اور مسلم کا لفظ تب صادق ہوگا کہ ہم اسلام کے اصولوں کی روشنی میں اپنی عادات و اطوار اور اخلاق کو سنوار لیں ۔۔۔ اگر آپ اپنی پریشانیاں دور کر کے اپنی زندگی میں حقیقی خوشیاں پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ اپنے پیارے مذہب اسلام کے اصولوں کو اپنالیں ۔۔۔ لا یسخر قوم من قوم عیسیٰ

ان یکون خیراً منھم ۔ کسی سے ناجائز ہنسی مذاق نہ کریں۔ کسی پر جھوٹی تہمت نہ لگائیں۔ کسی کی غیبت نہ کریں، کسی کی تحقیر نہ کریں۔ کسی کا مال نہ چھینیں، کسی کا خون نہ بہائیں، کسی کی آبروریزی نہ کریں، کسی کے حقوق غصب نہ کریں۔ آپ کے ہاتھوں سے سب مسلمان محفوظ ہوں تب آپ مسلمان ہیں ــــ آج معاشرتی امور میں دیکھئے کہ کتنے لوگ اس حدیث پر پورے اترتے ہیں۔ اوروں کے ساتھ قول وفعل میں ہمارا کیا سلوک ہے۔ آیا ہمارے ضرر سے اور مسلمان محفوظ ہیں۔ ہمارے ہاتھوں اوروں کو تکلیف تو نہیں پہنچتی - ؟ ــــ تو جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ مسلم کامل کا خطاب تب صادق ہوگا کہ اسکی زبان اور ہاتھ پاؤں سے ساری مخلوق اور خاص طور پر مسلم قوم محفوظ رہے۔

آگے فرمایا: والمھاجر من ھجر ما نھی اللہ عنہ ــــ مہاجر کون ہے ؟ وہ جو اپنے گھر بار وطن اور دار کفر کو چھوڑ کر دار الاسلام چلا جائے۔ وہاں کفار کا تسلط تھا، وہ عبادات میں رکاوٹ ڈالتے تھے اس لئے اسے چھوڑ دیا، اس کو مہاجر کہتے ہیں۔ ظاہری ہجرت تو یہی ہے ــــ مگر حضورؐ نے فرمایا کہ حقیقی مہاجر وہ ہے من ھجر ما نھی اللہ عنہ۔ جن چیزوں سے اللہ نے منع فرمایا ہے انہیں چھوڑ دے، منہیات ترک کر دے، زنا، چوری، جوا ترک کر دے، بے نمازی نہ ہو وہ شخص مہاجر ہے اور جس نے گھر بار سب کچھ چھوڑ دیا اور دار الاسلام میں آکر بھی عبادات کی پیروی نہیں کرتا اور نہ اللہ کے دین کو اپناتا ہے، منہیات میں لگا ہوا ہے تو وہ یہ توقع نہ رکھے کہ میں مہاجر کے مقام پر فائز ہوسکوں گا، اور اللہ کے ہاں مجھے ہجرت نصیب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سارے ملک کے تمام قائدین اور عوام کو توفیق فرما دے، یہ ملک شر و فساد سے محفوظ رہے اور ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو اور اللہ تعالیٰ ہماری آئندہ زندگی اسلامی آئین اور دستور کے مطابق بنا دے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

ہفتہ ۲۹ محرم کی شب کو علاقہ چارسدہ کی ایک بزرگ شخصیت مولانا الحاج حکیم نور الحق صاحب سکنہ تنگی نصرت زئی (چارسدہ) تقریباً ستر برس کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ مرحوم حسن اخلاق، تواضع، تقویٰ، للہیت اور جذبہ خدمت خلق، علمی وطبی مہارت، حرمین الشریفین سے والہانہ عشق اور بہت سی دیگر اعلیٰ صفات کے حامل تھے۔ دار العلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ نے پڑھائی۔ اور جنازہ میں علاقہ بھر کے ہزاروں افراد علماء وصلحاء اور مسلمانوں نے شرکت کی۔ ادارہ الحق اور دار العلوم حقانیہ اس صدمہ میں مرحوم کے خاندان و واحقین بالخصوص ان کے قابل فاضل صاحبزادہ مولانا حکیم حبیب اللہ جان فاضل حقانیہ کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔ قارئین سے حضرت مرحوم کے رفع درجات کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)